حضورؐ اکرم —— سراپا ہدایت

جناب سید اسعد گیلانی صاحب

حضورؐ اکرم سراپا ہدایت ہیں۔ دنیا کے لیے ہدایت و رہنمائی کا معراج ہیں۔ سکون قلبی اور اطمینانِ ذہن کا چاند ہیں۔ بھٹکے ہوئے قافلوں کے لیے روشنی کا مینار ہیں۔ گم کردہ راہ مسافروں کے لیے بانگِ درا ہیں۔ آفت زدہ انسانوں کے لیے امن کا شہر ہیں۔ زخمی انسانیت کے لیے مرہم شفا ہیں۔ ابلیس کی جفاکاریوں سے تباہ حال لوگوں کے لیے دست مشکل کشا ہیں۔ کچلی ہوئی پس ماندہ مخلوق کے لیے تعاون و دست گیری کا ذریعہ ہیں۔ حضورؐ کی تعلیمات کی روشنی اوہام دنیا کے تاریک جنگلوں اور بھیانک ویرانوں میں وہ صراط مستقیم ہے جو انسانیت کے قافلے کو خیریت اور سلامتی کے ساتھ رضائے مالک کی چوکھٹ پر لے جاتی ہے۔ اب آپؐ ہی واحد سلامتی کا راستہ ہیں۔ آپؐ ہی تنہا روشنی ہیں۔ آپؐ ہی مالک کے راستے کے واحد رہنما ہیں۔ آپؐ ہی منزل تک پہنچنے کا واحد ذریعہ ہیں۔ اگر آپؐ کا دامن ہاتھ میں رہے تو انسان رضائے الٰہی کی منزل تک پہنچ سکتا ہے اور آپؐ کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے تو رضائے الٰہی منزلوں دور ہو جاتی ہے۔

ظاہر ہے کہ دنیا میں انسان بے خبر پیدا ہوا ہے اور اسے صحیح راستہ نہیں مل سکتا جب تک اس کا خالق اُسے صحیح راستہ دکھانے کا انتظام نہ فرمائے اور اُسے صحیح علم نہ دے۔ صحیح علم دینے اور صحیح راستہ دکھانے کا کام صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ انسانوں میں سے ہی بعض افراد کو براہ راست صحیح علم دے کر دکھایا جائے اور وہ لوگوں کو صحیح علم اور صحیح راستہ بتائیں۔ یہ کام انبیاء کے سپرد کیا گیا اور انبیاء نے یہ کام ہمیشہ احسن طریقے پر سرانجام دیا۔ جن کے سلسلے کی آخری کڑی حضورؐ اکرم ہیں، جو خدا

کے کلام۔۔۔ کے ذریعے انسانیت کو صحیح علم دیتے اور اپنے اسوۂ حسنہ کے ذریعہ انسانیت کو صحیح راستہ دکھاتے ہیں۔

قرآن جو زمین والوں کے نام ان کے خالق کی آخری آواز ہے جو مالکِ کائنات کی تنہا کتاب ہے۔ جو قیامت تک انسانیت کو صراطِ مستقیم کی طرف اُسی طرح پکارتی رہے گی جس طرح اُس نے مکہ کی گلیوں میں پکار لگائی تھی۔ قرآن نے بار بار حضورؐ کو اب دُنیا کا واحد رہنما اور آخری ہادی قرار دیا ہے اور اب اگر کسی کو واقعی ہدایت کی تلاش ہے تو اُسے حضورؐ کے سوا اور کہیں سے ہدایت میسر نہیں آسکتی۔ ظاہر ہے کہ اللہ نے جو کتابِ ہدایت قرآن کے نام سے اتاری ہے اس پر پورا پورا عمل کر کے اور اس کی پوری وضاحت کر کے اس کا ظاہر و باطن کھولنے اور بیان کرنے کے لیے اس نے ایک ہادی بھی ساتھ ہی کھڑا کیا ہے۔ اس ہادی نے قرآنِ مجسم بن کر کتاب اللہ کی عملی تشریح و تفسیر کی ہے۔ زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں حضورؐ اکرم کا اسوۂ حسنہ موجود نہ ہو اور حضورؐ کی زندگی کا ہر سانس اور عمل کا ہر قدم قرآن کی روشنی میں عین اس کے مطابق تھا۔ اسی لیے قرآن نے حضورؐ کی زندگی کو تمام جہاں کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ اب جو شخص حضورؐ کے نقشِ قدم پر چلے گا وہ دراصل قرآن کے احکام پر عمل پیرا ہوگا اور جو قرآن کے احکام پر عمل پیرا ہوگا وہ رضائے الٰہی کی پیروی کرے گا۔ اس طرح حضورؐ کی پیروی درحقیقت رضائے الٰہی کی پیروی ہے اور اس چیز کو قرآن نے حضورؐ کا اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے

ظاہر ہے کہ رسول اکرمؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی قرآن کو کتابِ ہدایت تسلیم کیے بغیر ممکن نہیں ہے قرآن نے مالک کائنات کی آواز بن کر انسانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"وہی ہے جس نے اُمیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اُٹھایا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے۔ اُن کی زندگی کو سنوارتا ہے اور اُن کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔"

(الجمعہ-۲)

مزید فرمایا:

"وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس کو پوری جنس دین پر غالب کر دے اور اس حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے"۔

(الفتح - ۲۸)

پھر فرمایا:

"اے نبی، ہم نے تم کو شہادت دینے والا بشارت دینے والا اور خبردار کر دینے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ اے لوگو، تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اس کا ساتھ دو۔ اس کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو"۔ (الفتح - ۸، ۹)

ہدایت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"اے نبی ہم نے تم کو دین کے معاملے میں ایک صاف شاہراہ پر قائم کیا ہے۔ لہٰذا تم اس پر چلو اور ان لوگوں کی خواہشات کا اتباع نہ کرو جو علم نہیں رکھتے۔ اللہ کے مقابلے میں وہ تمہارے کچھ بھی کام نہیں آ سکتے۔ ظالم لوگ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور متقیوں کا ساتھی اللہ ہے۔ یہ بصیرت کی روشنیاں ہیں سب لوگوں کے لیے اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں"۔ (الجاثیہ - ۱۸-۲۰)

ظاہر ہے کہ جو انسان صاف شاہراہ پر قائم ہو ایک دوسرے کو راہِ راست دکھا سکتا ہے اور اس امر کی گواہی اللہ رب العالمین کی طرف سے دی جا رہی ہے کہ حضورؐ اکرم انسانیت کو راہ ہدایت دکھانے کے لیے اس لیے مامور ہیں کہ وہ شاہراہ مستقیم پر قائم ہیں اور وہ خدا کی رضا کے علاوہ کسی دوسرے راستے کی پیروی کرنے والے نہیں ہیں۔ اور ان کا کام ہی یہ ہے کہ لوگوں کو اس شاہراہ کی طرف بلاتے رہیں چاہے لوگ توجہ سے سنیں اور مانیں یا گونگے اور بہرے اور اندھے ہو کر بھٹکنے پر ضد کرتے رہیں۔ چنانچہ ضد کرنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"اے نبی، اب کیا تم بہروں کو سناؤ گے یا اندھوں اور صریح گمراہی میں پڑے ہوئے لوگوں کو راہ دکھاؤ گے، اب تو ہمیں ان کو سزا[1] دینی ہے خواہ تمہیں دنیا سے اٹھا لیں، یا تم کو

[1] وہ سزا بھی ان کو میدان بدر میں دی گئی جہاں مشرکین کے بڑے بڑے اکابر کھیت رہے اور کفر کی کمر ٹوٹ گئی۔

آنکھوں سے اُن کا وہ انجام دکھا دیں جس کا ہم نے اُن سے وعدہ کیا ہے، ہمیں ان پر پوری
قدرت حاصل ہے۔ تم بہر حال اس کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہو، جو وحی کے ذریعے
سے تمہارے پاس بھیجی گئی ہے۔ یقیناً تم سیدھے راستے پر ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب
تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے ایک بہت بڑا شرف ہے اور عنقریب تم لوگوں
کو اس کی جواب دہی کرنی ہوگی۔ (الزخرف ۴۰-۴۴)

پھر جب منکرینِ حق رسول کے ایک عام انسان ہونے پر اعتراض کرتے ہیں تو انہیں کہا جاتا ہے کہ
"اے نبی! ان سے کہو میں تو ایک بشر ہوں تم جیسا، مجھے تو وحی کے ذریعے سے
بتایا جاتا ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے۔ لہٰذا تم سیدھے اسی کا رخ اختیار کرو۔"
(حٰم سجدہ ۶)

ظاہر ہے کہ سیدھا راستہ تو صرف خدا پرستی کا ہی راستہ ہے جس کی طرف رسول رہنمائی کرتا ہے۔
اس لیے فرمایا گیا۔
"اے نبی، ہم نے سب انسانوں کے لیے یہ کتاب برحق تم پر نازل کر دی ہے۔
اب جو سیدھا راستہ اختیار کرے گا، اپنے لیے کرے گا اور جو بھٹکے گا۔ اس کے بھٹکنے
کا وبال اسی پر ہوگا۔ تم ان کے ذمہ دار نہیں ہو۔" (الزمر: ۴۱)

غرض نبی کا کام لوگوں کے سامنے اپنی ذات میں بندگی رب کا بہترین نمونہ پیش کرنا ہے اور وہ
نمونہ حضورؐ اکرم نے پیش فرما دیا ہے۔ چنانچہ قرآن میں فرمایا گیا،
"اے نبی ان سے کہو، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے
اس کی بندگی کروں، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں خود مسلم بنوں، کہو اگر میں اپنے
رب کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے، کہہ دو کہ میں تو اپنے
دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اسی کی بندگی کروں گا، تم اس کے سوا جس جس کی بندگی کرنا
چاہو کرتے رہو کہو، اصل دیوالیے تو وہی ہیں جنہوں نے قیامت کے روز اپنے آپ
کو اور اپنے اہل وعیال کو گھاٹے میں ڈال دیا، خوب سن رکھو، یہی کھلا دیوالیہ پن ہے۔"
(الزمر ۱۱-۱۵)

نبی کو کارِ ہدایت میں بے شمار قسموں کے انسانوں سے واسطہ پیش آیا ہے۔ ماننے والے بھی اور انکار کرنے والے بھی، لیکن ہدایت صرف وہی لوگ اختیار کرتے ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ فرمایا گیا:

"اے نبی، تم صرف ان لوگوں کو تنبیہ کر سکتے ہو جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں، جو شخص بھی پاکیزگی اختیار کرتا ہے اپنی ہی بھلائی کے لیے کرتا ہے اور پلٹنا سب کو اللہ ہی کی طرف ہے۔ اندھا اور آنکھوں والے برابر نہیں ہیں، نہ تاریکیاں اور روشنی یکساں ہیں، نہ ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ کی تپش ایک جیسی ہے اور نہ زندے اور مُردے مساوی ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے سنواتا ہے، مگر اے نبی تم ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں، تم تو بس ایک خبردار کرنے والے ہو،
(فاطر ۱۸ - ۲۳)

حضورؐ سراج ہدایت ہیں اور قرآن آپ کو اس حیثیت میں پیش کرتا ہے،

" اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا ہے گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر اللہ کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر۔ بشارت دے دو ان لوگوں کو جو تم پر ایمان لائے ہیں کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے اور ہرگز نہ دبو کفار اور منافقین سے۔ کوئی پروا نہ کرو ان کی ایذا رسانی کی اور بھروسہ کر لو اللہ پر۔ اللہ ہی اس کے لیے کافی ہے کہ آدمی اپنے معاملات اس کے سپرد کر دے"۔ (الاحزاب ۴۵ - ۴۸)

اور کفار کے اعتراضات کے جواب میں ہدایت کے اس نسخے کا اللہ کی طرف سے ہونا تکرار سے بیان فرمایا گیا:

"کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اسے خود گھڑ لیا ہے، نہیں بلکہ یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے تاکہ تو تنبیہ کرے ایک ایسی قوم کو جس کے پاس تجھ سے پہلے کوئی متنبہ کرنے والا نہیں آیا، شاید کہ وہ ہدایت پا جائیں۔ (السجدہ - ۳)

کتاب ہدایت قرآن ہی ہے جو نبی کے ذریعے دنیا کے سامنے پیش کی گئی ہے اس میں ہدایت

کے تمام اصول اور اوامر و نواہی تک بیان کر دیے گئے ہیں تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اسے سیدھے اور ٹیڑھے راستے کا فرق معلوم نہ تھا۔ اس لیے اس کتاب کو بار بار پڑھنے اور دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہدایت الٰہی بار بار کھل کر خلقِ خدا کے سامنے آتی رہے۔ فرمایا:

"اے نبی! تلاوت کرو، اس کتاب کی جو تمہاری طرف وحی کے ذریعے سے بھیجی گئی ہے اور نماز قائم کرو، یقیناً نماز فحش اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔ اللہ کا ذکر اس سے بھی زیادہ بڑی چیز ہے، اللہ جانتا ہے جو کچھ تم لوگ کرتے ہو۔"

(العنکبوت - ۴۵)

کتابِ ہدایت کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے مزید فرمایا گیا،

"اے نبی! یقین جانو کہ جس نے یہ قرآن تم پر فرض کیا ہے وہ تمہیں ایک بہترین انجام کو پہنچانے والا ہے۔ ان لوگوں سے کہہ دو کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ ہدایت لے کر کون آیا ہے اور کھلی گمراہی میں کون مبتلا ہے۔ تم اس بات کے ہرگز امیدوار نہیں تھے کہ تم پر کتاب نازل کی جائے گی۔ یہ تو محض تمہارے رب کی مہربانی سے (تم پر نازل ہوئی ہے) پس تم کافروں کے مددگار نہ بنو۔" (القصص ۸۵-۸۶)

بلاشبہ ہدایت کے لیے آخری رسول حضور اکرمؐ ہی ہیں اور وہی ہدایت کا ذریعہ اور واسطہ ہیں، لیکن حقیقی توفیق عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے جو مخلوق کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس لیے ہدایت کے منبع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

"اے نبی، تم جسے چاہو اُسے ہدایت نہیں دے سکتے، مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اگر ہم تمہارے ساتھ اس ہدایت کی پیروی اختیار کر لیں تو اپنی زمین سے اچک لیے جائیں گے۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے ایک پُرامن حرم کو اُن کے لیے قیام بنا دیا جس کی طرف ہر طرح کے ثمرات چلے آتے ہیں۔ ہماری طرف سے رزق کے طور پر، مگر ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔" (القصص ۵۶-۵۷)

نبی کا کام یہ ہے کہ مالک کی ہدایات کے مطابق لوگوں کے سامنے ایک طرف اپنی زندگی کا بہترین نمونہ

پیش کرے اور دوسری طرف احکامات الٰہی اور ہدایاتِ ربانی کو پیہم اور مسلسل اُن کے سامنے پیش کرتا رہے۔ ہر نبی کو اللہ کی طرف سے یہی حکم ہوتا ہے۔

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہو، مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ اس شہر کے رب کی بندگی کروں جس نے اسے حرم بنایا ہے اور جو ہر چیز کا مالک ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلم بن کر رہوں اور یہ قرآن پڑھ کر سناؤں۔ اب جو ہدایت اختیار کرے گا وہ اپنے ہی بھلے کے لیے ہدایت اختیار کرے گا۔ اور جو گمراہ ہو اس سے کہہ دو کہ میں تو بس خبردار کر دینے والا ہوں۔ ان سے کہو تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھا دے گا۔ اور تم انہیں پہچان لوگے۔ اور تیرا رب بے خبر نہیں ہے ان اعمال سے جو تم لوگ کرتے ہو۔ (النمل ۹۱-۹۳)

ہدایت کو زبردستی کسی کے دل میں اتار دینا یہ امر نہ مطلوب ہے، نہ ممکن ہے اور نہ یہ کسی کا اختیار ہے نبی کا کام اپنا پیغام حق پہنچاتے رہنا ہے۔

"یہ (قرآن) ہدایت اور رحمت ہے ایمان لانے والوں کے لیے، یقیناً تیرا رب ان لوگوں کے درمیان اپنے حکم سے فیصلہ کر دے گا اور وہ زبردست اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ پس اے نبی اللہ پر بھروسہ رکھو، یقیناً تم صریح حق پر ہو۔ تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے نہ ان بہروں تک اپنی پکار پہنچا سکتے ہو، جو پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہوں، اور نہ اندھوں کو راستہ بتا کر بھٹکنے سے بچا سکتے ہو، تم تو اپنی بات انہیں سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور پھر فرمانبردار بن جاتے ہیں۔"

(النمل ۷۷-۸۱)

بلاشبہ ہدایت دینا مالک کائنات کے ہی ہاتھ میں ہے لیکن نبی جو ہدایت پہنچانے کا ذریعہ ہوتا ہے جو کوشش کرتا ہے جو دوڑ دھوپ کرتا ہے اور ہدایت پہنچانے کے لیے مخالفتوں کے طوفانوں سے گزرتا ہے۔ اس میں لوگوں کے اندر ہدایت کے پھیلنے اور قبول کر لیے جانے کا ایک فطری داعیہ ہوتا ہے جو کسی صورت میں مٹایا نہیں جا سکتا۔ حضور اکرمؐ بھی شب و روز کلامِ الٰہی پہنچانے اور لوگوں کو راہ راست کی طرف بلانے کے لیے تگ و دو کرتے رہتے تھے اور ساتھ ہی اسی غم میں گھلتے

رہتے تھے کہ لوگ راہ راست کو دیکھتے، بھالتے اور حق کو سمجھتے بوجھتے ہدایت قبول کرنے سے گریز کرتے تھے۔ یہ غم حضورؐ کو گھلائے دیتا تھا۔ اس پہ بندوں کے خالق و مالک نے فرمایا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شاید تم اس غم میں اپنی جان کھو دو گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ ہم چاہیں تو آسمان سے ایسی نشانی نازل کر سکتے ہیں کہ اُن کی گردنیں اُس کے آگے جھک جائیں، ان لوگوں کے پاس رحمان کی طرف سے جو نصیحت بھی آتی ہے۔ یہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ اب یہ جھٹلا چکے ہیں عنقریب ان کو اس چیز کی حقیقت مختلف طریقوں سے معلوم ہو جائے گی جس کا یہ مذاق اُڑاتے رہے ہیں"

انہیں باتوں سے کہ ایک طرف کفار ہدایت کو ٹھکرانے چلے جاتے تھے اور دوسری طرف مالک کی طرف سے سخت تنبیہات آتی چلی جاتی ہیں۔ حضور سخت پریشان ہو ہو جاتے تھے کہ کہیں اس قوم کی مہلت دعوت پوری نہ ہو جائے اور اس پر وہ عذاب نہ آجائے جو پہلی قوموں پر آتا رہا ہے۔ ایک بار حضورؐ کی پریشانی دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پوچھا "یا رسول اللہ آپ کچھ بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا "ابو بکر مجھے سورۂ ہود اور اس کی ہم مضمون سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے"۔ ظاہر ہے کہ ایک ہادی کے لیے یہ غم بڑا ہی سوہانِ روح اور جان لیوا ہوتا ہے کہ اس کی زیر ہدایت قوم ہدایت پانے سے محروم رہے اور اس کی مہلت عمر ختم ہو جائے اور وہ عذاب الٰہی سے دوچار ہو جائے۔

فرمایا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو تو ہم نے بس ایک بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے ان سے کہہ دو کہ میں اس کام پہ تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا۔ میری اُجرت بس یہی ہے کہ جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کا راستہ اختیار کر لے..... اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم اس خدا پہ بھروسہ رکھو جو زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں۔ اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو، اپنے بندوں کے گناہوں سے بس اس کا باخبر ہونا کافی ہے۔

(الفرقان - ۵۶ - ۵۹)

مزید فرمایا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دو کہ لوگو، میں تو تمہارے لیے صرف وہ شخص ہوں جو بُرا وقت آنے سے پہلے صاف صاف خبردار کر دینے والا ہوں، پھر جو ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے ان کے لیے مغفرت ہے اور عزت کی روزی اور جو ہماری آیات کو نیچا دکھانے کی کوشش کریں گے وہ دوزخ کے یار ہیں۔"

(الحج ۴۹ - ۵۱)

ہر نبی اپنی قوم کے لیے رحمت بن کر آتا ہے اس لیے کہ اس کے ذریعے لوگوں کو مقصودِ زیست میسّر آتا ہے وہ علم صحیح کے ذریعے کائنات کی اس ساری حقیقت سے آگاہ ہو جاتے ہیں اور اپنے مالک کو علمِ حقیقی کے ذریعے خود پہچاننے لگتے ہیں، انہیں وہ راستہ مل جاتا ہے جس پر چل کر وہ اپنے مالک کی ابدی اور لازوال نعمتیں حاصل کر سکیں۔ اس طرح نبی اللہ کی طرف سے انسانوں کے لیے سب سے بڑی نعمت اور رحمت ہوتا ہے۔ اور چونکہ حضورؐ اکرم تمام سلسلۂ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں اس لیے وہ پوری بنی نوع کی طرف رحمت کامل اور نعمتِ عظمیٰ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ہم نے تم کو بھیجا ہے تو در اصل دنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہے ان سے کہو میرے پاس جو وحی آتی ہے وہ یہ ہے کہ تمہارا خدا صرف ایک خدا ہے۔ پھر کیا تم سرِ اطاعت جھکاتے ہو، اگر وہ منہ پھیریں تو کہہ دو کہ میں نے علی الاعلان تم کو خبردار کر دیا ہے۔ اب یہ میں نہیں جانتا کہ وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے، قریب ہے یا دُور ہے اللہ وہ باتیں بھی جانتا ہے جو بآوازِ بلند کہی جاتی ہیں اور وہ بھی جو تم چھپا کر کرتے ہو۔" (الانبیاء ۱۰۰ - ۱۱۰)

گویا نبی کا کام اللہ تعالیٰ کا کلام اور پیغام ہو بہو بلا ترمیم و اضافہ اس کے بندوں تک پہنچا دینا ہے اور یہی اس کی اہم ترین ذمہ داری ہے اور پھر اس کے بعد اس پیغام پر خود پورا پورا عمل کر کے خدا کے بندوں کو دکھا دینا ہے۔ خدا کے احکام پر پورا پورا منشاء ایزدی کے مطابق عمل کر کے دکھانے سے ہی نبی کا اسوہ وجود میں آتا ہے اور اس کی پیروی کیے بغیر کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اے نبیؐ، تمہارے رب کی کتاب میں سے جو کچھ تم پر وحی کیا گیا ہے اسے جوں کا توں سنا دو۔ کوئی اس کے فرمودات کو بدل دینے کا مجاز نہیں ہے (اور اگر تم کسی کی خاطر اس میں ردوبدل کرو گے تو) اس سے بچ کر نکل بھاگنے کے لیے کوئی جائے پناہ نہ پاؤ گے اور اپنے دل کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح و شام اُسے پکارتے ہیں اور اُن سے ہرگز نگاہ نہ پھیرو۔ کیا تم دنیا کی زینت پسند کرتے ہو۔ کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی اختیار کر لی ہے اور جس کا طریق کار افراط و تفریط پر مبنی ہے"۔ (الکہف ۲۷-۲۸)

حضورؐ کے غم ہدایت کو کچھ کم کرنے اور لوگوں تک صرف ہدایت پہنچا دینے کی ذمہ داری پوری کرنے پر متوجہ کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

"اچھا تو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم اُن کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کھو دینے والے ہو۔ اگر یہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ سروسامان بھی زمین پر ہے اُس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے تاکہ ان لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔ آخر کار اس سب کا ہم چٹیل میدان بنا دینے والے ہیں۔ (الکہف ۶-۸)

یہ ہے حقیقی وسعت جو اس ساری دنیا کی اللہ رب العالمین کی نظر میں ہے۔

غرض ہدایت کے ساتھ ایسی تعلیمات کا یہ سلسلہ بھی جاری رہا۔ یہاں تک کہ ہجرت سے ذرا پہلے معراج کا وہ واقعہ پیش آیا جس میں حضورؐ کو خدا کے بندوں تک پہنچانے کے لیے یہ ہدایات اور حکمت کی باتیں دی گئیں، جو بڑی جامع تھیں اور اُن کی پاکیزگی اور اخلاقی بلندی میں کوئی شخص بھی کلام نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ ان ہدایات میں فرمایا گیا۔

"تو اپنے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بناؤ۔ نہ ملامت زدہ اور بے یارومددگار بیٹھا رہ جائے گا۔ تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ:

—— تم لوگ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

—— والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو۔ بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو اور نرمی و رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو کہ پروردگار ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے۔ اگر تم صالح بن کر رہو تو وہ ایسے سب لوگوں کے لیے درگزر کرنے والا ہے جو اپنے قصور پر متنبہ ہو کر بندگی کے رویہ کی طرف پلٹ آئیں۔

—— رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین و مسافر کو اس کا حق۔

—— فضول خرچی نہ کرو، فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

—— اگر ان سے تمہیں کترانا ہو تو اس بنا پر کہ ابھی تم اللہ کی رحمت کو تلاش کر رہے ہو تو انہیں نرم جواب دو۔

—— نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ کر رکھو اور نہ اسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ۔ تیرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے۔

—— اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔ درحقیقت ان کا قتل ایک بڑی خطا ہے۔

—— زنا کے قریب نہ پھٹکو وہ بہت بُرا فعل ہے اور بڑا ہی بُرا راستہ۔

—— قتلِ نفس کا ارتکاب نہ کرو، جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ مگر حق کے ساتھ۔ اور جو شخص مظلومانہ قتل کیا گیا ہو اُس کے ولی کو ہم نے قصاص کے مطالبے کا حق عطا کیا ہے۔ پھر چاہیے کہ وہ قتل میں حد سے نہ گزرے اسی کی مدد کی جائے گی۔

—— مالِ یتیم کے پاس نہ پھٹکو، مگر احسن طریقے سے، یہاں تک کہ وہ اپنے شباب کو پہنچ جائے۔

—— عہد کی پابندی کرو، بے شک عہد کے بارے میں تم کو جوابدہی کرنی ہوگی۔

——پیمانے سے دو تو پورا بھر کر دو، اور تولو تو ٹھیک ترازو سے تولو، یہ اچھا طریقہ ہے اور بلحاظ انجام بھی یہی بہتر ہے۔

——کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔

——زمین میں اکڑ کر نہ چلو، تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔ ان امور میں سے ہر ایک کا برا پہلو تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے، یہ وہ حکمت کی باتیں ہیں جو تیرے رب نے تجھ پر وحی کی ہیں۔"

(بنی اسرائیل ۲۳ تا ۳۸)

پھر دعوت اور ہدایت کا طریقہ بھی خود ہی بتا دیا گیا۔

"اے نبیؐ، اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو، حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ۔ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے پر جو بہترین ہو۔ تمہارا رب ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور کون راہ راست پر ہے۔"

(النحل ۱۲۵)

نبی کی حیثیت اپنی قوم کے سامنے خدا کے نمائندے اور شاہد کی ہوتی ہے۔ وہ خدا کی طرف سے حق کی شہادت دیتا ہے۔ اگر قوم حق کو قبول کرے تو قیامت میں اس کی ہدایت یافتگی، حق آگاہی اور حق پسندی کے بارے میں شہادت دیتا ہے اور اگر وہ دعوتِ حق کو رد کر دے تو قیامت میں خدا کی طرف سے حجت بن کر اس کے خلاف باطل پرستی اور ناحق پسندی کی شہادت دیتا ہے۔ قرآن نے فرمایا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں (اس دن سے خبردار کر دو) جب کہ ہم ہر امت میں خود اُس کے اندر سے ایک گروہ اٹھا کھڑا کریں گے جو اس کے مقابلے میں شہادت دے گا اور ان لوگوں کے مقابلے میں شہادت دینے کے لیے ہم تمہیں لائیں گے۔ ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کر دی ہے جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے اور ہدایت رحمت اور بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا ہے۔" (النحل ۸۹)

باطل پرستی تاریکی ہے اور ہدایت روشنی ہے اور حضورؐ اکرم ہدایت اور روشنی کے علمبردار ہیں۔ فرمایا گیا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ۔ ان کے رب کی توفیق سے اس خدا کے راستے پر جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے اور زمین اور آسمانوں کی ساری موجودات کا مالک ہے"۔ (ابراہیم - ۱)

خود ہدایت دینے والا ہادی بھی جس طرح مالک کی گرفت میں ہے اور جس طرح اس کی نگرانی کی جاتی ہے وہ بے نہایت اور بے پناہ ہے۔ وہ ایک ایسی نازک صورت حال سے دوچار ہوتا ہے کہ اُسے عمر بھر بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز راہ ہدایت وارشاد پر چلنا پڑتا ہے۔ ایک طرف خدا کے باغیوں کی ہٹ دھرمی ہوتی ہے تو دوسری طرف مالک کائنات کے احکام اور اس کا جلال و جبروت ہوتا ہے۔ چنانچہ حضورؐ اکرم کو حکم دیا گیا کہ لوگوں سے صاف صاف کہہ دو کہ:

"مجھے تو صرف اللہ کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے کہ کسی کو اُس کے ساتھ شریک ٹھہراؤں۔ لہٰذا میں اس کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اُس کی طرف میرا رجوع ہے۔ اسی ہدایت کے ساتھ ہم نے یہ عربی فرمان تم پر نازل کیا ہے۔ اب اگر تم نے اس علم کے باوجود جو تمہارے پاس آچکا ہے لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں نہ کوئی تمہارا حامی اور مددگار ہے اور نہ کوئی اس کی پکڑ سے تم کو بچا سکتا ہے"۔

(الرعد ۳۶ - ۳۷)

پھر مزید فرمایا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شان سے ہم نے تم کو رسول بنا کر بھیجا ہے ایک ایسی قوم میں جس سے پہلے بہت سی قومیں گزر چکی ہیں تاکہ تم اُن لوگوں کو وہ پیغام سناؤ جو ہم نے تم پر نازل کیا ہے اس حال میں کہ یہ اپنے نہایت مہربان خدا کے کافر بنے ہوئے ہیں۔ ان سے کہو کہ وہی میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی میرا ملجا و ماویٰ ہے"۔ (الرعد ۳۰)

اور یہ کہ:

"تم اُن سے صاف کہہ دو کہ میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں اللہ کی طرف بُلاتا ہوں۔ میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی، اور اللہ تعالیٰ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے۔" (یوسف ۱۰۸)

نیز فرمایا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہو میرا یہ کام نہیں ہے کہ اپنی طرف سے اس میں کوئی تغیر و تبدل کر لوں، میں تو بس اسی وحی کا پیرو ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک ہولناک دن کے عذاب کا ڈر ہے۔" (یونس ۱۵)

ہدایت اور گمراہی روشنی اور تاریکی اور اسلام اور کفر میں کوئی قدر مشترک نہیں ہے۔ انسان ان دونوں میں سے ایک ہی شے اختیار کر سکتا ہے اور رسول روشنی کا علمبردار اور ہدایت کا معلّم ہے اس لیے اس کی تعلیم صاف اور سیدھی ہے۔ اس میں مداہنت نہیں ہوتی۔ ایمان والوں اور کفر والوں کا باہمی کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔ ہدایت یافتہ مومنین کے لیے لازم ہے کہ وہ ایک ہو کر دین کے راستے پر چلیں، چنانچہ انہیں متنبہ فرمایا گیا۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی اپنا رفیق نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں۔ تم میں سے جو ان کو رفیق بنائیں گے وہی ظالم ہوں گے ۔۔۔ اے نبی کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے، اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا۔" (التوبہ - ۲۴)

جو لوگ رسول کی پاکیزہ زندگی اور اس کی تعلیم کا مطابق فطرتِ انسانی ہونا دیکھنے کے باوجود معجزات کے طالب ہوتے ہیں درحقیقت ان میں ہدایت پانے کی صلاحیت کا فقدان ہوتا ہے اور وہ

اپنی بد باطنی اور بد دماغی کے لیے ایسے ہی سہارے تلاش کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ہدایت سے بے نیاز ایسے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا گیا:

"اے نبیؐ، جب تم اُن لوگوں کے سامنے کوئی نشانی (معجزہ) پیش نہیں کرتے تو یہ کہتے ہیں کہ تم نے اپنے لیے کوئی نشانی کیوں نہ انتخاب کر لی۔ ان سے کہو، میں تو صرف وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب نے میری طرف بھیجی ہے۔ یہ بصیرت کی روشنیاں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے اُن لوگوں کے لیے جو اُسے قبول کریں۔ جب قرآن تمہارے سامنے پڑھا جائے تو اُسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو شاید کہ تم پر بھی رحمت ہو جائے۔"

(الاعراف ۲۰۳-۲۰۴)

اللہ کی رحمت اپنے بندوں پر متوجہ ہونے کے لیے ہر وقت تیار اور آمادہ ہے بشرطیکہ بندے اپنے مالک کی طرف رجوع کریں اور ہدایت کی یہ خوبی ہے کہ وہ آدمی کے دل و دماغ پر سے افکار پریشان کے بوجھ بھی اُتار دیتی ہے۔ اور معاشرتی رسوم و قیود کو بھی ہلکا کر کے صاف اور سیدھی زندگی کا راستہ بتا دیتی ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا۔

"آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصّہ ہے جو اس پیغمبر نبی امی کی پیروی اختیار کریں جس کا ذکر انہیں اپنے ہاں تورات و انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے۔ وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے بدی سے روکتا ہے۔ اُن کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور اُن پر سے وہ بوجھ اُتارتا ہے جو اُن پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔ لہٰذا جو لوگ اس پر ایمان لائیں اس کی حمایت اور نصرت کریں اور اس کی روشنی کی پیروی اختیار کریں جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے۔ وہی فلاح پانے والے لوگ ہیں! اے محمدؐ کہو اے انسانو میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتا ہے اور پیروی اختیار کرو اس کی۔ امید ہے کہ تم راہ راست پالو گے۔" (الاعراف ۱۵۷-۱۵۸)

گویا انسانی زندگی کا سب سے بڑا مقصود یہ ہے کہ وہ اپنے مالک کی شناخت کرے اور اس تک پہنچنے کا

سیدھا راستہ حاصل کرے وہ سیدھا راستہ وحی اور نبی کی رہنمائی اور ہدایت کے بغیر پانا قطعاً ممکن نہیں ہے۔

وہ سیدھا راستہ ہر دور کے انبیاء کا راستہ ہے جو بذریعہ وحی انسانوں کو دکھایا جاتا ہے۔ فرمایا گیا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہو میرے رب نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھادیا ہے۔ بالکل ٹھیک دین۔ جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں، ابراہیم کا طریقہ جسے یکسو ہو کر اس نے اختیار کیا تھا۔ اور وہ مشرکین میں سے نہ تھا۔ کہو میری نماز، میرے مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا، سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا حکم مجھے دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں"۔

(الانعام ۱۶۱-۱۶۳)

اور وہ دین جو ٹھیک ٹھیک مالک الملک کو مطلوب ہے وہ ایک صاف صاف کتاب ہدایت کے ذریعے اتارا گیا ہے فرمایا گیا:

"یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے۔ یہ بڑی خیر و برکت والی کتاب ہے۔ اس چیز کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے آئی تھی اور اس لیے نازل کی گئی ہے کہ اس کے ذریعے سے تم بستیوں کے اس مرکز (مکہ) اور اس کے اطراف میں رہنے والوں کو متنبہ کرو، جو لوگ آخرت کو مانتے ہیں وہ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور ان کا حال یہ ہے کہ اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں"۔ (الانعام ۹۲)

اور یہ کہ:

"یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ذریعے وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے۔ (الانعام ۸۸)

ہدایت پانے والے اللہ کو بہت عزیز ہیں اور ان کی دلجوئی اسے بہت محبوب ہے۔ فرمایا گیا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم اس (علم وحی) کے ذریعے سے ان لوگوں کو نصیحت کرو

جو اس کا خوف رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے سامنے کبھی اس حال میں پیش کیے جائیں گے کہ اس کے سوا وہاں کوئی ایسا ذی اقتدار نہ ہوگا جو ان کا حامی و مددگار ہو یا اُن کی سفارش کرے شاید کہ (اس نصیحت سے متنبہ ہو کر) وہ خدا ترسی کی روش اختیار کرلیں۔ اور جو لوگ اپنے رب کو رات دن پکارتے رہتے ہیں اور اس کی خوشنودی کی طلب میں لگے ہوئے ہیں، انہیں اپنے سے دور نہ پھینکو۔ ان کے حساب میں سے کسی چیز کا بار تم پر نہیں ہے اور تمہارے حساب میں سے کسی چیز کا بار اُن پر نہیں، اس پر بھی اگر تم انہیں دور پھینکو گے تو ظالموں میں شمار ہوگے۔" (الانعام ۵۱ - ۵۳)

ایک رسول کی ہادی کی حیثیت سے یہی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کی تعلیمات کو اس کے بندوں تک صاف صاف پہنچا دے۔

فرمایا:

"اے پیغمبر جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اُس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔" (المائدہ ۶۷)

مزید فرمایا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی ہے اور الکتاب میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے اس کی تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ و نگہبان ہے۔ لہٰذا تم خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے۔ اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔"

(المائدہ ۴۸)

مالک اپنے ان بندوں کو مخاطب کر کے اور اُن پر احسان جتلاتے ہوئے فرماتا ہے جو پہلے سے آسمانی ہدایات سے آگاہ اور اُن سے شناسا ہیں۔ اور اس کی پہچان رکھتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ انہیں بتاتا ہے کہ تم اہل کتاب ہونے کی حیثیت سے اس تعلیم ربانی کو پہچاننے اور اُسے تسلیم کرنے کا زیادہ حق رکھتے ہو، جب کہ ایک بشارت دینے اور ڈرانے والا نبی تمہارے درمیان موجود ہے۔

"اے اہل کتاب، ہمارا یہ رسول ایسے وقت میں تمہارے پاس آیا ہے اور دین کی واضح

تعلیم دے رہا ہے جب کہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ ایک مدت سے بند تھا تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ تمہارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا۔ سو دیکھو اب بشارت دینے والا اور ڈرانے والا آ گیا۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

(المائدہ - ۱۹)

نبی جو راہ راست اختیار کرنے والوں کو بشارت دینے والا اور کجروی اختیار کرنے والوں کو ڈرانے پہ مامور ہوتا ہے۔ وہ اہل کتاب کے سامنے بھی دعوتِ دین پیش کرتا ہے۔ وہ اہل کتاب جو امتداد زمانہ سے اپنی بہت سی دینی تعلیمات کو کھو چکے ہیں، ان سے غافل ہو چکے ہیں اور ان سے منہ موڑ چکے ہیں۔ اب وہی تعلیمات قرآن کی صورت میں زیادہ بہتر طور پر ان کے سامنے پیش کی جا رہی ہیں۔

فرمایا گیا:

" اے اہل کتاب، ہمارا رسول، تمہارے پاس آ گیا ہے، جو کتابِ الٰہی کی بہت سی ان باتوں کو تمہارے سامنے کھول رہا ہے جن پہ تم پردہ ڈالا کرتے تھے اور بہت سی باتوں سے درگذر بھی کر جاتا ہے، تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آ گئی ہے اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔" (المائدہ ۱۵-۱۶)

مزید فرمایا:

" لوگو، یہ رسول تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر آ گیا ہے، ایمان لے آؤ یہ تمہارے ہی لیے بہتر ہے اور اگر انکار کرتے ہو تو جان لو کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے اور اللہ علیم بھی ہے اور حکیم بھی۔" (النساء ۱۷۰)

خود حضور اکرمؐ سے مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ نے ان کے مقام ہدایت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

" اللہ نے تم پہ کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تم کو وہ کچھ بتایا ہے جو تمہیں معلوم نہ تھا اور اس کا فضل تم پہ بہت ہے۔" (النساء ۱۱۳)

ہدایت تمام تر نبی کی تعلیمات میں ہی مضمر ہوتی ہے اور انصاف تمام تر نبی کے فیصلوں پر ہی منحصر ہوتا ہے، اس لیے جو لوگ نبی کے فیصلوں سے پہلوتہی کریں وہ ایمان سے یکسر خالی ہوتے ہیں۔
چنانچہ فرمایا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے رب کی قسم، یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں تم کو ---- فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو، اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سربسر تسلیم کریں۔"
(النسا ۶۵)

اہل ایمان کی اس سے بڑھ کر خوش بختی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُن کے درمیان اللہ کا بھیجا ہوا ہادی رسول کی صورت میں موجود ہو جو انہیں اُن کے مالک کی رضا سے آگاہ کرے، انہیں راہ راست کی نشان دہی کرے اور انہیں سیدھے راستے پر چلنے کی تعلیم دے اور تلقین کرے۔
فرمایا:

"اہلِ ایمان پر تو اللہ نے یہ بڑا احسان کیا ہے کہ اُن کے درمیان خود انہیں میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، اُن کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور اُن کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔" (آل عمران ۱۶۴)

ہدایت دراصل ایک عمل مسلسل اور ایک سمت معین ہے۔ عمل اللہ کی فرمانبرداری اور سمت اللہ کی رضا ہے۔ اسی کی طرف بنی نوع انسان کی زندگی کے ہر دور میں رہنمائی کی جاتی رہی۔ مالک نے جو ربوبیت کا ذمہ دار ہے اور جو اپنے بندوں کو ہدایت کے بغیر بھٹکنے کے لیے چھوڑنے والا نہیں ہے۔ ہر دور میں اپنے فرستادہ نبی اٹھائے اور انہیں امرحق واضح کرنے کے لیے کھڑا کیا۔ اسی لیے ہدایت ایک ہی ہے اور وہ مالک کی بندگی اور اطاعت ہے اور ہر فرستادہ اپنے اپنے دور میں اسی ایک ہدایت کی طرف اپنے دور کے لوگوں کو بلاتا رہا ہے۔
فرمایا گیا:

"اے نبی، کہو کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں، اس تعلیم کو مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے،

ان تعلیمات کو بھی مانتے ہیں جو ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولاد یعقوب پر نازل ہوئی تھیں۔ اور اُن ہدایات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور دوسرے پیغمبروں کو اُن کے رب کی طرف سے دی گئیں۔ ہم اُن کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے تابع فرمان مسلم ہیں، اس فرمانبرداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔"

(آل عمران ۸۴-۸۵)

گویا بندوں کی حقیقی ضرورت یہ ہے کہ وہ اپنے معبود سے آشنا ہوں اور جس طرح اس کی ربوبیت سے مادی طور پر مستفید ہوتے ہیں اسی طرح روحانی طور پر بھی اس کی محبت کی چاشنی سے آشنا ہوں۔ اس لیے نبی کا یہ کام ہے کہ وہ بندوں کو ان کے رب کے قریب تر لائے اور انہیں اُن کے رب سے آشنا کرائے اور رب کی آشنائی اُس کی بندگی اور اطاعت ہے۔

فرمایا:

"اے نبیؐ، لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا، وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے ان سے کہو کہ اللہ اور رسول کی اطاعت قبول کر لو۔ پھر اگر وہ تمہاری یہ دعوت قبول نہ کریں تو یقیناً یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرے جو اس کی اور اس کے رسولؐ کی اطاعت سے انکار کرتے ہیں۔" (آل عمران ۳۱-۳۲)

فرمایا گیا:

"یعنی تمہارے درمیان خود تم میں سے ہم ایک رسولؐ بھیجا، جو تمہیں میری آیات سناتا ہے، تمہاری زندگیوں کو سنوارتا ہے، تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔ لہٰذا تم مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو۔" (البقرہ ۱۵۱-۱۵۲)

گویا رسول اللہ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات محکمات بہت بڑی نعمت ہیں۔ اللہ کی وحی بہت بڑی نعمت ہے۔ کتاب و حکمت کی تعلیم بہت بڑی نعمت ہے اور ان نعمتوں کا شکر ادا

کرنا بندوں پر فرض ہے تاکہ انہیں مزید نعمتوں سے نوازا جائے اور کفرانِ نعمت سے اجتناب کیا جائے، اس لیے کہ ہدایت جیسی نعمت کا کفران گمراہی جیسی تاریک بلائے بد کو انسان پر مسلّط کر دیتا ہے۔

حضور اکرمؐ نے اپنی نبوی زندگی کا ایک ایک لمحہ اپنا فریضہ نبوت ادا کرنے اور خدا کے بندوں تک پیغامِ خداوندی پہنچانے میں صرف کیا۔ ہر وقت، ہر مقام، ہر مجلس اور ہر جگہ حضورؐ کی نبوی حیثیت آپ کے ساتھ ساتھ رہی اور حضورؐ اکرم بنی نوعِ انسان کو جس کی طرف آپ مامور من اللہ خدا کی بندگی کی طرف بلاتے رہے اور اسے بندگی کے آداب اور عبدیت کی تفصیلات سے آگاہ کرتے رہے۔ کبھی آپؐ نے اپنے گھر والوں کو اس طرح مخاطب کیا اور فرمایا:

اے فاطمہؓ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اے صفیہ بنت عبدالمطلب اور اے بنو عبدالمطلب مجھے اللہ کی طرف سے تمہیں فائدہ پہنچانے کے سوا کوئی اختیار نہیں ہے۔ تم میرے مال میں سے جتنا چاہو مجھ سے مانگ لو۔ خدا کی قسم جو چیز میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں کوئی نہیں جو اپنی قوم کے پاس اس چیز سے بہتر شے لایا ہو۔ میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائی لایا ہوں اور مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اس کی طرف دعوت دوں۔ تم میں سے کون ہے جو میرے اس کام میں میرے ہاتھ مضبوط کرے اور اس کے نتیجے میں میرا بھائی بن جائے۔

(روایت مسلم تفسیر ابن کثیر ص ۳۵۰ جلد ۳)

کبھی آپؐ نے اپنے صحابہ کو نصیحتیں فرمائیں چنانچہ ایک بار حضرت معاذؓ بن جبل کو دس باتوں کی وصیت فرمائی، ظاہر ہے کہ ہر ہر مسلمان ان وصیتوں کا مخاطب ہے:

آپؐ نے فرمایا:

——— اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو چاہے تمہیں قتل ہی کر دیا جائے۔

——— اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تمہیں حکم دیں کہ اپنے اہل و عیال اور مال و منال چھوڑ کر نکل جاؤ۔

——— کبھی ایک فرض نماز بھی قصداً نہ چھوڑو کیونکہ جس نے ایک فرض نماز قصداً چھوڑی اس کے لیے اللہ کا ذمہ اور عہد نہیں رہا۔

——— شراب ہرگز نہ پیو کیونکہ شراب سارے فواحش کی جڑ بنیاد ہے۔

— ہر گناہ سے بچو، گناہ سے اللہ کا غصہ نازل ہوتا ہے۔

— جہاد کے معرکے سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو چاہے کشتوں کے پشتے لگ رہے ہوں۔

— لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے وبا کے ڈر سے نہ بھاگو۔

— اپنے اہل وعیال پر اپنی حیثیت — اور استطاعت کے مطابق خرچ کرو۔

— اپنے اہل وعیال کو ادب سکھانے کے لیے حسبِ ضرورت اُن پر سختی کرو۔

— اُن کو اللہ سے ڈراتے بھی رہو۔

(مسند احمد۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوذر غفاریؓ نے روایت کی ہے کہ مجھے میرے محبوب دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا خاص طور پر حکم دیا تھا:

— مساکین سے محبت رکھنے اور اُن کے قریب رہنے کا۔

— دین میں اپنے سے اُوپر اور دُنیا میں اپنے سے نیچے کی طرف دیکھنے کا۔

— اہلِ قرابت سے صلہ رحمی کرنے کا۔

— خدا کے سوا کسی سے کوئی چیز نہ مانگنے کا۔

— ہر موقع پر ہمیشہ حق بات کہنے کا۔

— اللہ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے کا

— کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھنے کا۔

سورۂ مدثر کے پہلے رکوع کی رُو سے حضورؐ کی نبوت اور رسالت کے فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ لوگوں کو مندرجہ ذیل چیزیں سکھائیں:

— نافرمان لوگوں کو ان کے انجامِ بد سے ڈرانا۔

— اللہ کی ربوبیت اور کبریائی اور عظمت وجلال بیان کرنا۔

— لوگوں کو اعتقاد واعمال کی نجاستوں اور ظاہری اور باطنی اخلاقی گندگیوں سے پاک کرنا۔

— پاکیزگی، صفائی اور پاک دامنی سکھانا۔

— دینی تعلیمات لوگوں تک پہنچانا۔

—— راہِ حق میں جو مصائب بھی آئیں انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کرنا۔
اللہ کا اذن ملنے پر حضورؐ اکرم نے اعلانِ نبوت کے ساتھ پہلے ہی خطبے میں قریش کو جمع کر کے حق و ہدایت کی بات اُن تک برملا پہنچا دی تھی۔ آپؐ نے فرمایا:
"کیا تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا جانتے ہو"۔
سب نے بیک آواز کہا:
"ہم یقین کرتے ہیں کہ آپ صادق اور امین ہیں"۔
حضورؐ نے فرمایا:
"اچھا تو پھر سنو اے لوگو، میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ساری دُنیا کا مالک و خالق ہے۔ وہ واحد و یکتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ اور قائم ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اسی کا ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ وہ غنی اور بے نیاز ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ مخلوق کو پالتا اور جانداروں کو رزق دیتا ہے۔ سب کچھ اسی نے پیدا کیا ہے۔
لوگو، اللہ تعالیٰ نے تمہیں عقل کی نعمت دی ہے تاکہ تم اُس کی واحدانیت اور ربوبیت اور رزاقیت اور خالقیت پر غور کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ وہ توبہ کرنے والے بندوں پر اپنی رحمت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کی دُعاؤں کو سُنتا اور اُن کی آرزوؤں کو پورا کرتا ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو۔ اے اللہ کے بندو اگر تم اللہ سے ڈرو اور اس کے حکموں کے آگے جھک جاؤ تو پھر تمہیں کسی چیز کے لیے بھی کسی دوسری تدبیر کی احتیاج نہ ہوگی۔ وہ سب سے زیادہ معاف کرنے والا اور غفور و رحیم ہے۔
اے لوگو، یہ تم نے اپنے خالق و مالک کو چھوڑ کر پتھر کے ٹکڑوں کو کیوں اپنا معبود بنا لیا ہے۔ ان میں کوئی نفع و ضرر کی قوت نہیں ہے، یہ تو اپنے آپ سے بھی ضرر کو رفع کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ یہ کسی کی پکار نہیں سن سکتے۔ اے لوگو، تم —— خدائے قدوس کو چھوڑ کر عاجز ہستیوں کی پرستش کرتے ہو اور تم نے اس کے احسانات کو فراموش کر دیا ہے۔ خدا کے بندو، خدا کی ہی عبادت کرو۔ میں تمہیں اس نازک وقت کے آنے سے پہلے ہدایت کرتا ہوں کہ اپنی روح اور دل اور اپنی ساری قوتوں اور خواہشوں کے ساتھ خدائے قدوس کے آگے جھک جاؤ

اور اس کی عبادت کرو۔ یقین کرو کہ موت تمہارے سر پر آ رہی ہے اور تمہیں ایک روز خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور میں عالم آخرت کو بھی ایسا ہی دیکھ رہا ہوں جیسا دُنیا پر تمہاری نظر ہے۔ کون ہے جو اس کام میں میرے ساتھ تعاون کرے گا؟"

یہ وہ پہلی پکار ہے جو ہدایت کی طرف اللہ کے نبی نے اپنی قوم کو دی اور پھر کشمکش کا وہ دور شروع ہوا جو بالآخر ہجرت اور بدر و اُحد سے گزرتا ہوا فتح مکہ پر منتج ہوا۔

حضورؐ کی تعلیمات ہدایت زندگی کے سارے ہی شعبوں کے بارے میں تھیں۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی، معاشرتی اور معاشی زندگی، تہذیبی اور سیاسی زندگی، دعوتِ توحید حضورؐ کی دعوت کا بنیادی نقطہ ہوتا۔ رسالت اور اس کی اطاعت، آخرت اور اس کی جواب دہی، اعتقادات کے ساتھ ساتھ معاملات اور لین دین کی صفائی، عبادت پاکیزگی اور عبادات کا ایک پورا نظام بتدریج ہدایات نبوی کا موضوع بنتا چلا گیا۔

حضورؐ اکرم کی دعوت و ہدایت کا نجاشی کے دربار میں اُن کے چچیرے بھائی جعفرؓ بن طیار نے جس انداز میں تعارف کرایا، وہ بھی اپنی تاریخی نوعیت کے لحاظ سے بیحد اہم ہے۔ انہوں نے حضورؐ کی دعوتِ ہدایت کا تعارف کراتے ہوئے بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہا:

"اے بادشاہ، ہم جہالت میں مبتلا تھے، بُتوں کو پوجتے تھے، نجاست میں آلودہ تھے، مردار کھاتے تھے۔ بیہودہ بکا کرتے تھے۔ ہم میں انسانیت اور سچی مہمانداری کا نشان نہ تھا۔ ہمسایہ کی رعایت نہ تھی، کوئی قاعدہ وقانون نہ تھا۔ ایسی حالت میں خدا نے ہم میں سے ایک بزرگ کو مبعوث کیا جس کے حسب و نسب، سچائی، دیانتداری اور تقویٰ پاکیزگی سے ہم خوب واقف تھے۔ اس نے ہم کو توحید کی دعوت دی اور سمجھایا ...... کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانیں۔ اس نے ہم کو پتھروں کی پوجا سے روکا۔ اس نے فرمایا کہ ہم سچ بولا کریں، وعدہ پورا کیا کریں۔ گناہوں، برائیوں سے بچیں، اس نے حکم دیا کہ ہم نماز پڑھیں، اور صدقہ دیا کریں۔ اور روزے رکھا کریں لیکن ہماری قوم ہم سے ان باتوں پر بگڑ بیٹھی ہے۔ قوم نے جہاں تک ہو سکا ہم کو ستایا کہ ہم وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرنا چھوڑ دیں اور لکڑی اور پتھر کی مورتوں کی پوجا کرنے لگ جائیں۔ ہم نے اُن کے ہاتھوں بہت ظلم اور تکلیفیں اٹھائیں

اور جب ہم مجبور ہوگئے، تب تیرے ملک میں پناہ لینے کے لیے آئے"[1]

اور جب ان تکالیف سے گزر کر فتح ہو گیا اور وہ قریش جنہوں نے مسلمانوں کے لیے مکہ کی زمین برس ہا برس تک تنگ رکھی تھی خود اپنے گھر میں مفتوح ہو کر حضورؐ کے سامنے حاضر ہوئے تو حضورؐ کی زبانِ ہدایت نے جو فرمایا، وہ بھی رحمت کے لحاظ سے انسانیت کا قیمتی سرمایہ ہے:

"اے جماعت قریش، خدا نے تمہاری جاہلانہ رسومات اور آباو اجداد پر اکڑنے کا غرور آج توڑ دیا، حقیقت یہ ہے کہ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کو مٹی سے بنایا گیا تھا۔ خدا کے ہاں تو اسی کی عزت زیادہ ہے جس میں خدا خوفی اور تقویٰ زیادہ ہے۔"

پھر فرمایا:

"جاؤ تم آزاد ہو اور تم پر آج کوئی مواخذہ نہیں ہے۔"

آپؐ کے اس رحم و کرم نے دلوں کے بند دروازے کھول دیے اور لوگ جوق در جوق مسلمان ہوتے گئے۔ حضورؐ کوہ صفا پر بیٹھ گئے اور نئے مسلمان ہونے والوں سے بیعت لیتے گئے۔ بیعت کا اقرار ہدایت یہ تھا:

۱۔ میں خدا کے ساتھ کسی کو بھی اس کی ذات میں، صفات میں اور استحقاقِ عبادت اور استحقاقِ استعانت میں شریک نہ کروں گا۔

۲۔ میں چوری نہ کروں گا، زنا نہ کروں گا، خون ناحق نہ کروں گا، لڑکیوں کو جان سے نہ ماروں گا، کسی پر بہتان نہ لگاؤں گا۔

۳۔ میں امور حق میں حضورؐ اکرم کی اطاعت بقدر استطاعت کروں گا۔[2]

اور عورتوں کو راہ راست دکھانے کے لیے ان کی اخلاقی کمزوریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مزید یہ اقرار لیا جاتا تھا کہ وہ کسی کے سوگ میں منہ نہ نوچیں گی۔ طمانچوں سے چہرہ نہ پیٹیں گی، بال نہ کھولیں گی، گریبان چاک نہ کریں گی، سیاہ کپڑے نہ پہنیں گی اور قبر پر سوگواری کے لیے نہ بیٹھیں گی۔

پھر رحمت للعالمین نے ہدایت ربانی کو چار دانگ عالم تک پہنچانے اور ہدایت رسانی کے فریضے

---

[1] سیرت ابن ہشام جلد اوّل صفحہ ۱۱۶ [2] طبری

کو ادا کرنے کے لیے سلاطینِ عالم کو بے شمار دعوتی خطوط لکھے جن میں سے شاہ حبشہ کے نام جو خط لکھا گیا تھا وہ اب بھی محفوظ ہے جو دعوتِ حق کا بے نظیر نمونہ ہے۔

آپؐ نے تحریر فرمایا:

"یہ مکتوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شاہ حبشہ نجاشی الاصحم کے نام ہے۔ سلامتی ہو اس شخص پر جس نے ہدایت قبول کی اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ اور اس نے اس بات کی شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں، اور اس کی نہ بیوی ہے نہ بیٹا ہے اور گواہی دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ پس میں اللہ کا رسول ہوں، تم اسلام قبول کرو، سلامتی پاؤ گے"۔

"اے اہل کتاب آؤ ایک ایسے کلمے کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی غلامی اختیار نہ کریں اور نہ کسی چیز کو اس کا شریک ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا اپنا مالک نہ سمجھے۔ اگر وہ روگردانی کریں تو تم کہدو اے لوگو تم گواہ رہنا کہ ہم تو مسلمان ہیں"۔

پس اے بادشاہ اگر تو نے انکار کیا تو تیری نصرانی قوم کا گناہ بھی تجھ پر ہوگا۔

یوں حضور اکرمؐ رحمت للعالمین نے اللہ کا پیغام رحمت و ہدایت تمام دنیا کے انسانوں تک پہنچایا اور اپنا وہ فریضہ نبوت احسن طریقے سے سرانجام دیا جس فرض پر خاتم النبیین کی حیثیت سے آپ مامور تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی حضورؐ نے ایک عالمگیر خطبہ ارشاد فرمایا جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا اس کے ذریعے آپ نے دعوت حق کو اللہ کے بندوں تک پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ پھر احقاقِ حق کے لیے اپنے سامنے تاحد نظر پھیلی ہوئی اس خلقِ خدا سے بہ آواز بلند خود پوچھا۔

"اے لوگو، قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی پوچھا جائے گا۔ مجھے بتاؤ کہ تم کیا جواب دو گے"۔ لوگوں نے پکار کر کہا کہ "ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے اللہ کے احکام ہم تک پہنچا دیے۔ آپ نے کھرے کھوٹے کی بابت ہمیں اچھی طرح بتا دیا"۔

اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور پھر لوگوں کی

طرف جھکاتے ہوئے فرمایا۔

"اے خدا سن لے تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں۔ اے خدا گواہ رہنا کہ یہ لوگ کیا گواہی دے رہے ہیں۔ اے خدا شاہد رہنا کہ یہ سب صاف اقرار کر رہے ہیں"۔

پھر مزید فرمایا کہ "جو لوگ موجود ہیں وہ اُن تک جو موجود نہیں ہیں، یہ بات پہنچا دیں"۔ اس طرح حضورؐ نے تکمیل ہدایت کی اور اپنی نبوت کے فریضے کو نہ صرف پورا کرنے کا حق ادا کیا بلکہ خدا کی مخلوق کو بھی اس پر گواہ کر لیا تاکہ ہدایت پہنچانے کے فریضے پر مخلوقِ خدا بھی گواہ ہو اور خود خدا بھی گواہ ہو۔

چنانچہ فوراً ہی خدا کی طرف سے ادائیگی فرض اور تکمیل ہدایت کی رسید بھی مل گئی۔ اسی جگہ اور اسی وقت آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

"آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند فرمایا"۔

اور جب آپؐ دنیا سے رخصت ہوئے تو اُس وقت بھی آپؐ کی زبان مبارک پر انسانوں تک ہدایت پہنچانے کے آخری الفاظ یہی تھے۔ قرآن اہل بیت، قرآن اہل بیت۔

قرآن ...... دعوتِ حق اور ہدایت ربانی کا بہتا ہوا ازلی اور ابدی چشمہ صافی جس سے انسان قیامت تک سیراب و شادکام ہوتے رہیں گے اور اُس کی مدد سے صراطِ مستقیم پر گامزن رہیں گے۔

اہل بیت .... داعیانِ دعوتِ حق اور مبلغین ہدایت ربانی جو ایک گروہ مبلغین کی طرح قیامت تک حضورؐ اکرم کے مشن کی تکمیل و توسیع کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے۔ اور احقاقِ حق اور ابطال باطل کرتے رہیں گے اور جباروں، ظالموں، خدا کے باغیوں اور سرکشوں کے سامنے سربکف دعوتِ حق پیش کرتے رہیں گے چاہے ان کے لیے کتنی ہی کربلائیں برپا کی جائیں۔

یوں حضورؐ اکرم سراپا ہدایت اور سراپا رحمت تھے۔